درس قرآن
محمد احمد حافظ

تقویٰ کا حق ادا کرو

یَاأَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران۔۱۰۲)

''اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ ڈرنا چاہیے اس سے اور نہ مرو مگر حالتِ اسلام میں۔''

خلاصہ:

گزشتہ درس میں اس آیت سے متصل پہلے کی آیات کے بارے میں کچھ عرض کیا گیا تھا۔سابقہ آیت کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) ہمہ وقت مسلمانوں کو گمراہی میں مبتلا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنی زندگی گزارے اور کفار ومشرکین کی چالوں اور گمراہیوں سے آگاہی رکھتے ہوئے اپنے دین ودنیا کی حفاظت کا اہتمام رکھے۔مذکورہ بالا آیت میں زندگی کے ایک اہم ترین اصول کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے ''تقویٰ'' اختیار کرنا۔

تقویٰ کیا ہے:

تقویٰ کا لفظ عربی زبان میں بچنے ،اجتناب کرنے اور ایک حد تک ڈرنے کے معنی میں آتا ہے۔مفسرین نے ''تقویٰ'' نے تین درجے بتائے ہیں۔ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کفر وشرک سے بچے۔اعلیٰ درجہ جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔وہ ہے اللہ ورسول ﷺ کے ناپسندیدہ کاموں سے بچنا اور پسندیدہ کاموں کے کرنے میں کوشاں رہنا۔اعلیٰ ترین درجہ جو انبیاء وصدیقین اور اولیاء کی خاص صفت ہے۔وہ اپنے دل کو غیر اللہ سے محفوظ رکھنا اور اللہ کی یاد سے ہمہ وقت معمور کرنا ،اس کی رضا جوئی کا متلاشی رہنا۔یہ سلوک واحسان کا نکتۂ کمال ہے۔

آیت بالا میں اسی درجے کے حصول کا ذکر ہے جسے ''حق تقویٰ'' سے تعبیر کیا گیا ہے......''حق تقویٰ'' کیا ہے تفسیر بحیر المحیط میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت قتادہ وحسن بصری رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ:

''حق تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ہر کام میں کی جائے۔کوئی اطاعت کے خلاف نہ ہو اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں، کبھی بھولیں نہیں۔اس کا شکر ہمیشہ ادا کریں۔کبھی ناشکری نہ کریں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حَقَّ تُقَاتِہٖ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کا حق ادا کرنا اور احکام الٰہی کی ایسی تعمیل کرنا کہ کسی ملامت گر کی ملامت اس تعمیل سے نہ روک سکے اور انصاف قائم کرنے کے

لیے کھڑے ہوجانا خواہ تمہارا، تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد کا نقصان ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔

بلاشبہ تقویٰ کو حیات مسلم میں ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔ دینی اعمال کا دارومدار ہی تقویٰ پر ہے۔ ایمان کے بعد مومن کی زندگی کو سنوارنے اور فوز وفلاح کے مقام تک پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی وجہ سے مسلمان میں خیر وشر میں تمیز کرنے کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ اسی تقویٰ کی بدولت معرفتِ الٰہیہ نصیب ہوتی اور قربِ خداوندی ملتا ہے۔ تقویٰ کی ہی بدولت مسلمان کے نیک اعمال بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبول حاصل کرتے اور وجہ نجات بنتے ہیں......

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تقویٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر عمل کرتے رہنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، کم پر راضی رہنا اور آخرت کے دن کے لیے تیاری پکڑنا (تقویٰ ہے۔)''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندہ اس وقت تک تقویٰ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ جب تک اپنی زبان کی نگہداشت نہ کرے۔ یعنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھنا حق التقویٰ میں شامل ہے۔ درحقیقت ایک مسلمان کی زندگی ہے ہی تقویٰ سے عبارت۔ اس کی زندگی میں تقویٰ کی وہی حیثیت ہے جو انسانی بدن میں روح کی ہے۔ جس طرح بدن روح کے بغیر ایک لاش ہے۔ اسی طرح تقویٰ کے بغیر مسلمان کی زندگی ایک بے جان زندگی ہے۔ قرآن مجید میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین وتاکید آئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوْ اللّٰه (النساء:۱۳۱)

''اور ہم نے وصیت کی ہے پہلے کتاب والوں کو اور تمہیں بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہے: ''وَاتَّقُوْنِ يَا اُوْلِي الْاَلْبَابِ (البقرہ:)'' ''اور مجھ سے ڈرتے رہو اے فرزانو!''

تقویٰ کے ثمرات:

تقویٰ ایک خاص نفسی کیفیت ہے۔ تقویٰ کے بغیر قلب ودماغ ظلمات کی آماجگاہ بنے رہتے ہیں اور کبھی بھی معرفتِ الٰہیہ خاص نہیں ہو پاتی۔ معرفتِ الٰہی اور قربِ خداوندی کے لیے تقویٰ کا وجود لازمی ہے۔ حتیٰ کہ آسمان وزمین کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے بھی ایمان کے ساتھ تقویٰ شرط ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ

''اگر بستیوں والے کفر ونافرمانی کی بجائے ایمان وتقویٰ کا راستہ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین وآسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا عام اور ہمہ گیر قانون اور ازل وابد یہی ہے کہ جو لوگ ایمان وتقویٰ والی

زندگی اختیار کرتے ہیں' آخرت میں جنت کی نعمتوں کے علاوہ اس دنیا میں آسمان وزمین کی برکتوں سے نوازے جائیں گے۔ یہ گویا تقویٰ کے ثمرات ہیں۔ آگے چند امور ذکیے جاتے ہیں جن کا دارومدار محض تقویٰ پر ہے:

(۱) قرآن مجید سے نفع وہدایت حاصل کرنے کے لیے تقویٰ ہماری شرط ہے۔

''یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اس میں ہدایت ہے متقین کے لیے۔'' (البقرہ:۲)

(۲) معیتِ الٰہیہ کے لیے تقویٰ شرط ہے:

''اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں۔'' (البقرہ:۱۹۴)

(۳) فلاح ونجات کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔

''پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اے عقل والو! اے عقل مندو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔'' (النحل۔۱۲۸)

(۴) قلب کی طمانیت اور دنیا وآخرت کی فلاح تقویٰ پر موقوف ہے۔

''پس جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کو اپنا شعار بنالیا۔ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (الاعراف:۳۵)

(۵) قبول اعمال کی بنیاد تقویٰ ہے۔

''اللہ قبول کرتا ہے تو متقین سے۔'' (المائدہ:۲۷)

(۶) دشمنوں، حاسدوں اور بدخواہوں سے نجات تقویٰ پر ملے گی۔

''اور اگر تم صبر اختیار کرو اور ڈرتے رہو (اللہ سے) تو تمہارا کچھ نہ بگڑے گا' ان کے مکروفریب سے۔ بے شک جو کچھ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے۔'' (آل عمران:۱۲۰)

یہاں صرف چند مثالیں دی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں تقویٰ کا مضمون نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعیت، فلاح ونجات، زمین وآسمان کی برکتوں کا حصول، حسن عاقبت، گناہوں کی معافی، سچی دوستی، دنیا وآخرت کی تنگی سے دوری، قرب الٰہی، مقام امین کا حصول، یہ تمام ''تقویٰ'' کے ساتھ خاص ہیں۔

متقین کی صفات کیا ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ تم منہ کرلو مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف بلکہ بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) گردنیں چھڑانے میں اور قائم کرے نماز اور دے زکوٰۃ اور پورا کرے اپنے اقرار کو

جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں متقین۔‘‘(البقرہ:۱۷۷)

اس آیت میں متعدد امور دینیہ ذکر فرما کر ان کے حاملین کو صدیقین اور متقین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ یہاں آسانی کے لیے تمام صفات کو نمبروار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)ایمان باللہ)(۲)ایمان بالملائکہ(۳)کتب آسمانی پر ایمان(۴)رسولوں پر ایمان(۵)یوم آخرت پر ایمان(۶)اقامتِ صلوٰۃ(۷)اداءِ زکوٰۃ(۸)یتیموں،مسکینوں،مسافروں،رشتہ داروں،مانگنے والوں کو اپنے مال میں سے دینا۔(۹)وعدے کی پاسداری کرنا(۱۰)تنگی وترشی میں صبر کرنا......

اس ایک آیت میں متقین کی درج ذیل صفات معلوم ہوتی ہیں یوں کہہ لیجیے کہ درجہ اتقاء حاصل کرنے کی مندرجہ بالا شرائط ہیں۔دیگر آیات سے مزید صفات بھی معلوم ہوتی ہیں مثلاً شعائر اللہ کی تعظیم کرنا،غصے کو پی جانا،رسول اللہ ﷺ نے غیب کے بارے میں جو باتیں بتائی ہیں‘ان پر ایمان رکھنا۔یہ سب تقویٰ کے معیارات ہیں۔جو شخص ان معیارات پر پورا اترتا ہے‘وہ اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب بن جاتا ہے اور اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے دوسروں پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلے میں بڑائی حاصل ہے نہ کسی کالے کے مقابلے میں البتہ تقویٰ کی وجہ سے تم کسی کے مقابلے میں بڑے ہو سکتے ہو۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے سب سے زیادہ قریب اس آدمی کو فرمایا جو تقویٰ والی زندگی اختیار کرتا ہے۔

〈جاری ھے〉

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن،سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-462501
بلاک نمبر 9 کالج روڈ،ڈیرہ غازی خان